خطبات خواجہ شمس الدین عظیمی

ACD 59

Track - 2

32:00

''متحدہ عرب امارات ریڈیو کو انٹریو''

سامعین السلام علیکم و رحمۃ اللہ!جیسا کہ بہت سارے حضرات اس بات کا علم رکھتے ہیںاور ابھی آپ کے سامنے بتایا بھی گیا ہے۔ میں آپ کا خاد م خواجہ شمس الدین عظیمی عرصہ بیس سال سے اخبارات کے ذریعے، خط و کتابت کے ذریعے، رسائل کے ذریعے، روحانی ڈائجسٹ کے ذریعے آپ لوگوں کی خدمت کر رہا ہوںاور آپ لوگوں کی خدمت سے جو اللہ تعالیٰ نے مجھے عزت دی ہے۔ میرے علم میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔ اور اس خدمت خلق کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی جو انعامات و اکرامات ہیںمجھ پر نازل ہوئے ہیںاور شب و روز نازل ہوتے رہتے ہیںاس کی وجہ سے یہ خدمت خلق کا شعبہ میرا مشن بن گیا ہے۔یا کہہ لیجئے

hobby

بن گئی ہے۔میرا بس یہی تعارف ہے۔ کہ میں آپ کا خادم ہوںاور میرا مشن یہ ہے۔ کہ جس طرح بھی ممکن ہو میں اپنے بھائیوں کی ، اپنے قوم کی ، اپنے ملک کی اور ساری نوع انسانی کی خدمت کروں۔ اب خدمت کے جو وسیلے میرے پاس ہیںظاہر ہے۔ وہ اللہ کی کتاب قرآن پاک ہے۔اور اس کے ساتھ ساتھ یہ جو سائنسی ترقیاں ہوئی ہیںاس میں سے میں نے کلر تھراپی اور دوسری یہ کہ مراقبہ اس کو اپنایا ہے۔اس لئے کہ اس کا ایک تو اس علاج میں کسی قسم کا

reaction

نہیں ہوتا۔دوسرے یہ کہ اس کا خرچہ بھی نہیں ہوتا۔تیسرے یہ کہ اتنا بڑا اہتمام بھی نہیں کرنا پڑتا۔اور تجربے سے یہ ثابت ہوا کہ اس طریقے علاج سے خصوصاً مراقبہ کے ذریعے

concentration

کے ذریعے اور اپنے اندر جو یقین ہے۔ اس کو بیدار اور متحرک کرنے کے ذریعے n انسان سکون سے آشنا ہوجاتا ہے۔ اور بے شمار پریشانیوں سے ، مصیبتوں سے ، بیماریوں سے اس کو نجات مل جاتی ہے۔میں آپ کے سامنے حاضر ہوں۔ بلکہ آپ کے سامنے تو نہیں آواز کے ذریعے سے آپ کے

یہ بتائیے دیکھئے دراصل بات یہ ہے۔ کہ آپ رہتے ہیں پاکستان میں ۔ پاکستان کے) مسائل یعنی عام مسائل کی بات کررہا ہوں اور یہایعنی متحدہ عرب امارات

اور اس کے اطراف و اکناف میجو لوگ رہتے ہیںتارکین وطن جو ہیں، اردو سننے
والے ، اردو سمجھنے والے ، اردو پڑھنے والے ، اور جو ہمیں سن رہے ہیں ، ان
کے مسائل میں کچھ بنیادی فرق بھی ہے ، اندر سے انسان سبھی ایک ہے۔ سب
کے وہی مسائل ہوتے ہیں۔لیکن تارکین وطن ہونے کی حیثیت سے یہاں بعض
وقت ایسا ہوتا ہے مسائل کو بوجھ بڑھ جاتا ہے۔جیسا کہ بہت سے لوگ اپنے
خاندان سے جدا ہوتے ہیں۔اور معاشی مسائل وہاں بھی ہیں یہاں بھی ہیں۔
لیکن خاندان سے جدا ہونے سے مراد یہ ہے کہ ...... جی جی ، تو اس حالات میں
ذہن پر اور ان کے نفسیات پربوجھ پڑتا رہتا ہے۔اور اس بوجھ نے آپ جانتے ہیں
بہت سی بیماریوں کو جنم دیا ہے۔اسی وجہ سے بیماری کی کثرت اس معاشرے
میں ہے اور دیکھتے دیکھتے لوگ بیمار بھی ہوتے ہیں اور مر بھی جاتے ہیں۔ خیر
اللہ نے وقت مقرر کررکھا ہے ، لیکن یہ بتائیے کس طرح سے آپ نے
پیراسائیکالوجی کتا ب لکھی ہے ، کس طرح سے ایک عام انسان اس دور سے
کشمکش کے دور سے گزر رہا ہے وہ خصوصاًا س علاقے میں وہ کس طرح سے
(نبرد آزما ہوسکتا ہے ان مسائل سے؟

دیکھئے بات یہ ہے کہ میرا اتفاق یہ متحدہ عرب امارات میں رہنے کا ہوا۔ لندن
بھی رہنے کا ہوا۔ امریکہ بھی رہنے کا ہوا۔میں پیرس بھی گیا۔ وہاں بھی ریڈیو
سے میں لوگوں سے مخاطب ہوا ہوں۔لوگوں کے مسئلے مسائل سامنے آئے۔
امریکہ میں بھی ٹی وی پروگرام بھی وہاں ہوا۔تو یہ جو صورت حال ہے انسان
کی جو زندگی ہے وہ متاثر ہوتی ہے پہلے گھر سے پھر اپنے ماحول سے۔ تو ایک
اپنے گھر کا ماحول ہوتا ہے ، ایک اپنے وطن کا ماحول ہوتا ہے ، پھر دوسرے
شہروں میں جانے کا اگر الگ ماحول ہوتا ہے۔دوسرے ممالک میں جائیں تو وہاں
تو بالکل ہی الگ ماحول ہوتا ہے۔یہاں جو لوگ مجھ سے ملنے آتے ہیںکافی تعداد
میں لوگ میرے پاس تشریف لائے۔ اپنے مسائل میرے سامنے پیش کئے۔مثلاً کل ہی
جمعہ کے دن ماشاء اللہ دو ڈھائی سو آدمی تشریف لائے۔مسائل تو تقریباً سارے
دنیا میں ایک سے ہی ہیں۔اور اس کی جو بنیادی وجہ سمجھ میں آتی ہے کہ
انسان کو جو ذہن ہے وہ مادیت کی طرف زیادہ متوجہ ہوگیا ہے۔اور اس نے
مادیت کو ہی اپنی زندگی کا مقصد بنالیا ہے۔جبکہ مادیت زندگی کا مقصد کبھی
اس لئے نہیں ہوسکتی کہ مادیت کے اوپر فنا ہے۔اور فنائیت کو اگر آپ اپنی
زندگی کا مقصد قرار دے لیں گے تو ظاہر ہے ہم ہر لمحے خود ہی فنا ہوتے
رہیں گے۔اور جب ہم خود ہی فنا ہوتے رہیں گے ہم کسی ایک مقام پر کھڑے
ہی نہیں ہوں گے ہماری کوئی منزل ہی نہیں ہوگی تو ظاہر ہے ہم پریشان
بھی ہوں گے۔قرآن پا ک میں جیسے ...الا بذکر اللہ تطمئن بالقلوب... کہ اللہ
تعالیٰ کے ذکر سے اطمینان قلب حاصل ہوجاتا ہے۔اب صورتحال یہ ہے کہ جو
لوگ اللہ کا ذکر کرتے ہیں وہ بھی پریشان ہیں۔جو لوگ اللہ کا ذکر نہیں کرتے
وہ بہت ہی زیادہ پریشان ہیں۔تو میری سمجھ میں تو یہ بات آتی ہے کہ
انسانیت جو ہے آدمی انسان سے ہٹ کر آدمیت کی طرف زیادہ سفر کررہا ہے۔

جبکہ ہونا یہ چاہئیے تھا کہ آدمیت سے اسے انسانیت کی طرف سفر کرنا چاہئے
تھا۔مگر صورت حال یہ ہے کہ ہمارے قول و فعل میں تضاد ہوگیا ہے۔اندر کچھ
ہے باہر کچھ ہے۔اب کسی آدمی کے چہرے کو دیکھ کر آپ یہ اندازہ ہی نہیں
کرسکتے کہ اس کے اندر کیا ہے باہر کیا ہے۔جبکہ ہمارے اسلاف جو تھے ان کی
ہم جب تاریخ پڑھتے ہیںتو ان کاظاہر باطن بہت زیادہ متوازن رہتا تھا۔تو اصل
میں پریشانی کی وجہ تو یہ ہے کہ ہم ظاہر میں زیادہ دلچسپی لینے لگے ہیں
ظاہر کو زیادہ اہمیت دے دی ہے۔اور باطن کی طرف سے ہم نے آنکھیں بند
کرلی ہیں۔جیسے جیسے ہم باطن سے یا اپنے انر سے یا اپنی روح سے دور ہوتے
چلے گئے اسی مناسبت سے ہمارے سامنے پریشانیاں آتی رہیں۔ اور ظاہر ہے
سب جانتے ہیں کہ اگر انسان کو سکون نہ ہو، ذہنی کشمکش ہوتو ذہنی
کشمکش سے اس کی نیند بھی اڑ جائے گی ۔ دماغ کے اوپر مصائب کا پریشانیوں
کا انبار ہو اس کا معدہ خراب ہوجائے گا۔جب معدہ خراب ہوجائے گا غذا صحیح
سے ملے گی نہیں ملے گی تو آدمی جسمانی کمزوریوں میں گرفتار ہوجائے گا اور
اسے لو بلڈ پریشر بھی ہوسکتا ہے۔ہائی بلڈ پریشر بھی ہوسکتا ہے۔تو ایک تو
بنیادی وجہ پریشانی کی یہ ہے کہ آدمی نے ظاہر کو سب کچھ سمجھ لیا ہے اور
باطن کو تقریباً نظر انداز ہی کردیا ہے۔یہ تو ایک پوری نوع انسانی کا مسئلہ
ہے۔اب یہ نہیں کہ یہ کہ پاکستان میں ہی پریشانی ہے یا ابو ظہبی یا متحدہ
عرب امارات میں لوگ بہ سکون ہیپریشان ہیں۔ یہ ساری دنیا کا مسئلہ ہے۔
سب سے زیادہ پریشانی ساری دنیا میں امریکہ میں دیکھی۔ امریکہ میں جو
لوگوں کا حال ہے وہ ایسا لگتا ہے کہ پتہ نہیں ستر فیصدی ساٹھ فیصدی لوگ
نفسیاتی بیمار ہی لگتے ہیں۔اس قدر بیماریاں ہیں وہاں۔ ظاہر ہے بھئی بہت
اچھا لگتا ہے میں وہاںاسپتالوں میں گیا لوگوں کو دیکھنے تو وہاں صورت حال یہ
ہے کہ جہاں

receptionist

بیٹھتے ہیںوہاں بھی بیڈ پڑے ہوئے ہیں۔اور لندن میں گیا لندن میں تو صورت حال
یہ ہے کہ آپ کو دو دو مہینے ایک ایک مہینے اپائنٹمنٹ ہی نہیں ملتا ڈاکٹر کا۔اس
قدر بیماریاں وہاں ہیں۔تو اب دیکھئے ناں وہ اتنے ترقی یافتہ ممالک ہیںوہ اپنی
غذا کا بھی اچھا انتظام رکھتے ہیں، صاف ستھری چیزیں بھی فراہم کرتے ہیں
اس کے بعد بھی وہاں بیماریاں اتنی ہیںتو وجہ یہی ہے کہ ذہن جو ہے ان کا وہ
پریشان رہتا ہے اور ذہن میں مستقل وسوسہ، عدم تحفظ کا احساس، ایک دوڑ
اس بات کی دوڑ کہ ہماری عزت ہو۔ اس بات کی دوڑ کہ ہمیں کوئی کمتر نہ
سمجھے۔اس بات کی دوڑ کہ اس کے گھر میں یہ سب کچھ ہے تو ہمارے گھر میں
بھی ہو۔تو اس کی وجہ سے انسان جو ہے ذہنی طور پر بیمار ہوگیا ہے۔اور اس
بیماری کی وجہ سے یہ بھی ایک بیماری ہے انسان جو ہے اس وقت جو بنیادی
مسئلہ ہے وہ یہ ہے کہ آدمی کو سکون نہیں ملتا۔جو آدمی بیچارہ کمزور ہے

معاشی اعتبار سے وہ بھی بے سکون ہے۔جس کے پاس سب کچھ ہے وہ بھی بے سکون ہے۔یہ تو ایک اجتماعی نوع انسانی کا مسئلہ ہے۔اب یہ کہ ہمارے پاکستانی بھائی جو اپنے ملک سے دور دراز علاقوں میں آکر اپنے معاش کے سلسلے میں یہاں مصروف ہیان کی کیا پریشانیاں ہیں۔ ان کی سب سے بڑی تو پریشانی تو یہی ہے کہ وہ اپنے ملک سے دور ہیں۔اپنی زمین سے دور ہیں۔اپنے پیاروں سے اپنے عزیز رشتے داروں سے دور ہیں۔اور وہ اس کے بعد اس دوری کی وجہ سے ان کو جو ذہنی بے سکونی ملتی ہے وہ بے سکونی ان کے رشتے داروں کو پاکستان میں بھی ہے تو ان کی جو پریشانی ہے وہ دوہری ہے۔ اور وہ اس دوہری پریشانی کی وجہ سے وہ زیادہ عدم تحفظ میں گرفتار ہوجاتے ہیں۔ مثلاً یہ کہ کل جو لوگ میرے پاس آئے ان کے مسائل میں نے دیکھے۔ ایک تو یہ کہ یہاں انہیںوطن کی دوری کا احساس لوگوں کو یہاں بہت زیادہ ہے۔ جی قریب تو بہت ہے پاکستان سے گھنٹے ڈیڑھ گھنٹے کا سفر ہے۔

اچھا آپ امریکہ کے بارے میں کہہ رہے تھے یورپ کے بارے میں کہہ رہے تھے یہ) خود لوگ بہت پریشان ہیں۔ آج سے پچاس سال پہلے کو لے لیجئے امریکہ کو لے لییورپ کو لیجئے اور موجودہ جاپان کو لیجئے آپ تو صحت کا معیار یقینا ان کا بہت بہتر تھا۔اور ان کی عمریں طویل ہوتی تھیں۔اور ایک خاص معیار صحت تھا۔ بیماریوں پر کافی حد تک قابو پایاجاچکا تھا۔ وہ سمجھتے تھے کہ جنت کے دروازے تک پہنچ چکے ہیں۔لیکن دوسری جنگ عظیم کے بعد جب ان کا تسلط دنیا پر اور زیادہ بڑھا استعماریت کی تو اچانک یکایک حالات نے ایسا پلٹا کھایاکہ پھر ان کے ہاں منشیات کا فروغ ہوا۔شراب نوشی بہت زیادہ بڑھی ۔ ایک میں مثال آپ کو بتاتا چلوں کہ 1960 کی دہائی میںچھ عورتوں میں سے ایک عادی تھی شراب کی۔اور اس وقت جو تازہ ترین اعداد و شمار آئے ہیںچار میں سے ایک عادی شرابی ہے لیکن تین میں سے ایک عادی شرابی ہے تو عورت جو گھر کی محافظ ہے اگر وہ اس طرح سے اجڑ جائے یعنی اس کا ذہنی توازن ہی بگڑ جائے تو مرد جو باہر آج تک جو مرد باہر کشمکش کرتا رہا تھا تو ظاہر ہے یہ جو آپ جسے گھر کہتے ہیں، جسے ماحول کہتے ہیںجسے استحکام کی بنیاد کہتے ہیں تووہ تو بات ہی نہیں رہی۔جی ہاں جاپان کے بارے میں بھی یہی ہے جاپان میں بظاہر سکون کا ماحول رہاہے اور وہاں یہ سلسلہ طویل سے طویل تر ہوتی گئی۔ ...... لیکن اب ایسا محسوس ہورہا ہے کہ جیسے سارا معاشرہ اندر سے چٹخ رہا ہے ۔فریکچر ہے وہاں بہت زبردست۔اور وہاں وہی خرابیاں وہی ساری نجاستیں اور وہی علامتیںخودکشی کا جو ہے زیادہ بڑھ گئی ہے۔ خودکشی کا ریشو بڑھ گیا ہے۔یہ سارے باتیں عام ہوگئی ہیں۔ ایسا لگتا ہے جیسے کہ یہ سمجھ لیں اضطراب کی موجیں ہر طرف سے اٹھ رہی ہیںاور سکون کا ہر (ساحل ڈوبتا جارہا ہے۔آپ کا کیا خیال ہے اس معاملے میں؟

بالکل آپ نے صحیح فرمایا۔ بات یہ ہے جی کہ ہم جب اپنی ذات کے اوپر غور
کریں گے یا کائنات کے اوپر غور کرتے ہیں تو ظاہر ہے خالق اور مخلوق کا رشتہ
زیر بحث آتا ہے۔اب اللہ تعالیٰ نے کچھ ایسا نظام قائم کیا ہے کہ خود کو متعارف
کرانے کے لئے اور نوع انسان کو پرسکون زندگی گزارنے کے لئے جو لائحہ عمل اللہ
تعالیٰ نے دیا ہے اس کے لئے پیغمبر اللہ تعالیٰ نے بھیجے۔آسمانی کتابیں بھیجیں۔پھر
اپنے محبوب محمد رسول اللہ ﷺ کو تمام نعمتونکو پوری کرکے ... اليوم اكملت
لکم دینکم......اللہ تعالیٰ نے پوری نعمتیں فرمادیں۔ان کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے
قرآن کریم بھیجا۔تو اس کا مطلب یہ کہ مخلوق اور خالق کے درمیان جو تعارف
کا واسطہ ہے وہ پیغمبر اور اللہ کی کتاب ہے۔اب ظاہر ہے جس نے ہمیں پیدا
کیا ہے جو ہمارا خالق ہے وہ ہماری زندگی کے بارے میں بہت زیادہ بہتر جانتا
ہے کہ ہم کس طرح خوش رہ سکتے ہیں۔ کون سے کام ہم کریں گے جس سے
ہمیں ناخوشی ہوگی۔اللہ تعالیٰ جو ہیں۔ہر چیز ان کے سامنے ہے۔سب کچھ جانتے
ہیں۔انہوںنے تخلیق کیا۔جب ہم قرآن پاک کا مطالعہ کرتے ہیں تو اس میں بنیادی
طور پر ہمیں تین علوم سے واسطہ پڑتا ہے اور تین باتیں ہمارے سامنے آتی ہیں۔
قرآن پاک کا ایک حصہ یہ ہے کہ ہم کس طرح زندگی گزاریںیعنی ہماری
معاشرت کیا ہو؟ ہماری معیشت کیا ہو؟ ہمارا تمدن کیا ہو؟ ہمارا اخلاق کس
قسم کا ہو؟ ہم آپس میں کس طرح رہیں؟ حقوق کا تعین کیسے ہو؟ وغیرہ
وغیرہ اس کا شریعت نام رکھا گیا۔ شریعت ہے اس پہ۔ شریعت کا مطلب یہ ہے
کہ نوع انسان جو ہے وہ زمین پر کس طرح اپنی زندگی گزاریںاور زندگی کے
قاعدے اور ضابطے کون سے ہیںجن میں وہ رہ کر خوش بھی رہ سکتا ہے
پرسکون بھی رہ سکتا ہے۔اور اللہ تعالیٰ سے متعارف بھی ہوسکتا ہے اور اللہ
تعالیٰ سے اس کو قربت بھی ہوسکتی ہے۔قرآن پاک کا دوسرا حصہ یہ ہے کہ
تاریخ کے اوپر ہے سب کے زمین کے اوپر کیسی کیسی قومیں آئیںاور جن قوموں نے
اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کیاانبیائے علیہم الصلوٰۃ والسلام کی ہدایات کے
مطابقے ان پر اللہ تعالیٰ کی کس طرح کس طرح رحمتیں نازل ہوئیں۔اور جن
قوموں نے اللہ تعالیٰ کے احکامات کا مذاق اڑایاپیغمبروں کو قتل کیاپیغمبروں کی
باتیں نہیں سنیںان کے اوپر کیسے کیسے عذاب نازل ہوئے قوم عاد، قوم ثمود، قوم
نوح، قوم لوط... قرآن کا پورا ایک سلسلہ ہے۔یعنی اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ
اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنے والی قومیں ہمیشہ سرخرو ہوئیںاور جن
لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل نہیں کیاپیغمبروں کا مذاق اڑایاان کی
تعلیمات کو نہیں سنا ان کو اللہ تعالیٰ نے عذاب دیاوہ عذاب انہوں نے خود ہی
اپنے لئے منتخب کیا۔ اور قرآن پاک کا تیسرا حصہ جو ہے وہ ہے معاد۔معاد سے
مراد یہ ہے اس دنیا میں آنے سے پہلے انسان کہاں تھا اور اس دنیا کی زندگی
گزارنے کے بعد انسان کہاں چلا جاتا ہے؟ جیسے موت و حیات جسے آپ کہتے
ہیںکہ انسان جو پیدا ہوتا ہے بہرحال اسے مرنا بھی ہے۔کل نفس ذائقة الموت...
تویہ جو معاد کا حصہ ہے اس میں زیادہ ترتو جو پورا ہمیں اللہ تعالیٰ کی

طرف سے ہدایت اور روشنی ملتی ہے وہ یہی ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ سے کس
طرح رابطہ قائم کرسکتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی پھیلائی ہوئی نشانیوں پر غور
کرکے من حیث القوم ہم کس طرح ترقی کرسکتے ہیں؟ اور اللہ تعالیٰ کی
پھیلائی ہوئی نشانیوں پر غور نہ کرکے اور قرآن پاک کو محض رسمی اعتبار سے
پڑھ کے ہم کس قدر گھاٹے اور نقصان میں رہتے ہیں۔ پورا ایک نصاب ہے۔ یہ
سمجھ لیں یہ آپ کے تسخیر کائنات کا جو نظام ہے اور پیدائش سے پہلے کا جو
نظام ہے اور پیدائش کے بعد مرنے کا جو نظام ہے وہ سب کا سب معاد کہلاتا
ہے۔موجودہ دور جو سائنسی ترقی کا دور ہے اس میں ہوا یہ ہے کہ معاد کی
طرف سے ذہن ہٹ گیا۔

(یہ پیراسائیکالوجی آپ نے کتاب کا نام رکھا ہے کیا یہ اسی کی

definition

ہے؟)

جی یہ اسی کی

definition

ہے۔ پیراسائکالوجی اسی کی وضاحت ہے۔

(آپ نے نام کیوں رکھا

parapsychology

؟)

اس وقت جو انسانی علوم سے متعلق جو علوم بحث کرتے ہیں اس میںفزکس ہے۔
انسان کی معیشت کیا ہو؟ کس طرح زندگی گزارے؟ وہ ایک

Animal

ہے۔ کیسا ہے کیا ہے ۔

(فزکس طبیعی قانون سے متعلق ہے)

جی طبیعی قانون سے متعلق ہے جی ہاں

(اللہ تعالیٰ نے جو کائنات بنائی ہے اس میں اشیاء کن قوانین کی پابند ہیں وغیرہ)

اس کے بعد پھر یہ آپ کا سائکالوجی آجاتا ہے۔ نفسیات۔

(انسان کے اندر کی دنیا کا علم)

جی انسان کے اندر کی دنیا سے متعلق ہے پھر پیراسائیکالوجی آجاتا ہے۔روحانیت کاہے یعنی انسان کے اندر کی جو دنیا ہے اس کی بیس کیا ہے؟ تو انسان کے اندر کی دنیا کی جو بیس ہے ظاہر ہے روحانیت ہے ، ماورائی دنیا ہے۔ غیبی دنیا ہے۔ تو چونکہ انسان کی جو بنیاد ہے وہ غیبی دنیاسے متعلق ہے ، مثلاً اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ... کن... تو ساری کائنات بن گئی۔تو کائنات کی بیس جو ہوئی وہ اللہ تعالیٰ کا وہ علم ہے جو اللہ تعالیٰ کے ذہن میں موجود تھا۔اسی کو اللہ تعالیٰ نے کن کہا۔تو وہ کن جو ہے فیکون بن کر مظہر بن گیا۔جس کو کہا جا تا ہے کہ عالم ارواح میں ساری روحیں بن گئی ہیں۔پھر اسی میں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان روحوں کو مخاطب کیامخاطب کرکے کہا... الست بربکم... میں تمہارا رب ہوں۔کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ تو انہوں نے ظاہر ہے اللہ کی آواز سنی۔ پھر اللہ کو دیکھا۔اور اس کی بنیاد پر تمام روحوں نے کہا ... قالوا بلیٰ ...جی ہاں آپ ہمارے رب ہیں۔ہم اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ آپ ہمارے رب ہیں۔تو اب نوع انسانی کی بنیاد یہ بنی کہ پہلے تو وہ روح ہے۔ مادی وجود میں آنے سے پہلے وہ روح ہے۔اور اس روح کا تعلق براہ راست اللہ تعالیٰ سے ہے۔جب کن اللہ تعالیٰ نے کہا تو جہاں بھی روحیں تھیںان کا وجود ہوا۔تو اب یہ جو گوشہ نشین کہتے ہیں کن کہنے سے پہلے یہ جو کائنات کا مظاہرہ ہوا کائنات جو تخلیق ہوئی اس میں انسان زیر بحث ہے وہ اللہ تعالیٰ کے علم میں پہلے سے موجود تھا ساری کائنات۔اس کن کے بعد اللہ تعالیٰ کے علم کا مظاہرہ ہوا۔اس کا نام کائنا ت ہے۔

(آپ کیا سمجھتے ہیں یہ جو پیراسائیکالوجی ہے اس کا جو لفظ آپ نے استعمال کیا ہے حالانکہ یہ تو لفظ ماخوذ ہے اس وقت جو مطلب ہے نوع انسان آہستہ آہستہ بھٹکتے ، بہکتے کسی منزل کو پانے کی کوشش کررہا ہے توظاہر ہے ......)

میری مرادمعاد سے ہے۔معاد سے ہے ، قرآن پاک کا وہ حصہ جو تسخیر کائنات سے متعلق ہے ، اللہ تعالیٰ سے قربت سے متعلق ہے۔انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تعلیمات سے متعلق ہے۔براہ راست روحانیت سے متعلق ہے۔وہ علوم جو ہیں ان کومیں پیراسائیکالوجی کہہ رہا ہوں۔اس لئے کہ

(اب تو اعتراف کرنے لگے ہیں مادہ پرست بھی کہ صاحب انسان کا ایک روحانی وجود ہے۔نہیں اب تو کوئی بھی نہیں کرسکتا اس لئے کہ انسان کا روحانی وجود نہیں ہے۔ بلکہ یہ بات کہ وہ اخلاقی وجود ہے۔ اخلاقی وجود بہت کافی ہے۔آپ کتنے ہی جھوٹے ہوں لیکن آپ سچائی کی قدر افزائی کرتے ہیں۔کہ سچائی سہی صحیح بات تو یہی ہے۔زندگی بھر جھوٹ کا ملمع ہے لیکن صحیح بات تو یہی ہے۔ حالانکہ آدمی اندر سے کہہ رہا ہو)

نہیں جو قدر و قیمت ہے ایک سچے آدمی کی ابھی بھی قدر و منزلت ہے ۔ ویسے
کوئی آدمی صداقت اور حق کی زندگی گزارتا ہے اس کی معاشرے میں قدر و
قیمت ہے۔

(اچھا گویا آپ سے یہ پوچھنا تھا کہ ایک فرد کی زندگی قوم کی زندگی میں تبدیلی
نہیں لاتا تو بہرحال ایک الگ بات ہے الگ فیصلہ ہے۔ لیکن ایک فرد مثال کے طور
پر وہ تارکین وطن جو یہاں آباد ہیں ، امریکہ میں آباد ہیں یا کسی اور معاشرے
میں آباد ہییقینا ان کا تعلق باللہ جوہے بہت متاثر ہوا ہے۔بہت متاثر ہوا ہے۔
اور یہ معاش کی فکر میں ایسے کھپے ہیں ایسے کھپے ہیں کہ ایک تو یہ کہ اندر
سے طلب بھی نہ رہی طلب اور پیاس ہو تو آدمی سب کچھ پالیتا ہے وہ بجھ
گئی بڑی حد تک۔ دوسرے یہ کہ معیشت نے ان کو مجبور کرکے ایسا رکھ دیا یہ
کہتے ہیں کم از کم ان کے پاس وقت نہیں رہا۔)

اب تو بھئی بات یہ ہے کہ اب تو اللہ کو اللہ کے کلام کو بھی لوگ جو ہیاستعمال
بھی مادی فیض کے لئے کرتے ہیں۔حالانکہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے ... اللہ یرزق من
یشاء بغیر حساب... اور کسی کی تخصیص نہیں رکھی۔یہ اب بھی کہہ رہے
ہیں۔ ابھی بھی کہہ رہے ہیں۔ لیکن یہ صاحب وہ قرآن پاک اس لئے پڑھتے
ہیکہ صاحب برکت ہو۔نمازیں اس لئے پڑھتے ہیں کہ نوکری مل جائے۔کوئی
سورت اس لئے پڑھتے ہیں کہ اولاد جو ہے اس کی پریشانی دور ہوجائے۔بلاشبہ
اللہ تعالیٰ کے کلا م میں بہت طاقت ہے۔یہ سب کام بھی ہوتے ہیلیکن مسئلہ
یہ ہے کہ اللہ کو اللہ کے لئے تو چاہو نا۔ اب آدمی اللہ کو اللہ کے لئے نہیں
چاہتا۔بلکہ اللہ کو مادیت کے لئے چاہتا ہے۔کہ اللہ تعالیٰ ہمیں مادی وسائل
زیادہ سے زیادہ فراہم کرے۔تو مسلمان خاص طور سے اس لئے پیچھے ہے بہت
زیادہ افسوس کی بات ہے کہ مادی وسائل تو غیر مسلموں کو زیادہ حاصل
ہیں۔حالانکہ وہ قرآن پاک نہیں پڑھتے۔ہماری جو مسلمانوں کی بنیادی پریشانی
کی وجہ ہے وہ یہ ہے کہ ہم نے تعلق باللہ جو ہے اس میں مادیت بھی شامل
کرلی ہے۔اگر ہم اللہ سے تعلق قائم کریں باپ جیسا۔ مثلاً ایک اولاد ہے میری
میں اس کی خدمت کرتا ہوں۔ اس کے لئے گھر بناتا ہوں ۔ اس کے لئے کاروبار
کرتا ہوں۔اور وہ اولاد میرے بارے میں یہ سوچے کہ ابا سے میں اس لئے محبت
کرتا ہوں کہ ابا میرے لئے کاروبارکراکے دیتے ہییا ابا مجھے مزید کاروبار کرادیں
گے۔ تو بحیثیت باپ کے مجھے بہت تکلیف ہوگی۔کہ بھئی میں تو سب کچھ اسی
کے لئے کر رہا ہوں ۔ یہ میری ذات کو ہٹا کر مادیت کو سامنے لارہا ہے۔تو اللہ
جو ہے سب سے بڑا باپ ہے ۔ اللہ جو ہے خالق ہے ۔ تو اب صورت حال یہ ہے
کہ ہم نے اللہ کے ساتھ جو رشتہ ہے وہ بھی مادی رشتہ قائم کرنے کی کوشش
کررہے ہیں۔کہ نماز پڑھو اللہ رزق دے دے گا یہ کرو تو اللہ برکت کاروبار میں
ڈال دے گا۔جب آپ کا رشتہ اللہ سے قائم ہوجاتا ہے تو مادی وسائل تو خود بخود
آپ کے سامنے ہاتھ باندھے کھڑے ہوجائیں گے۔اور یہ ہمارے حضور پاک ﷺ کے زمانے

میں یہ ہوا ہے۔غزوات آپ دیکھیں۔ مادی بے سروسامانی کے حال میں ہیں
کیسی کیسی اللہ تعالیٰ نے فتوحات دیں۔میرا مشورہ تو اپنے بھائیوں کو یہی ہے
کہ جب اللہ کا معاملہ آئے اس میں خلوص ہونا چاہئیے۔یہ بنیاد ہے۔دھوکہ یہ ہے
کہ ہم اللہ کو پکارتے ہیںمادی وسائل کے لئے۔ اللہ کو اللہ کے لئے پکارو۔جب اللہ
کو آپ اللہ کے لئے پکاریں گے آپ کو اطمینان قلب ملے گا۔اور اطمینان قلب ملے
گا تو آپ ذہنی پریشانیوں سے محفوظ رہیں گے آپ کے اندر کاروبار کرنے کی جو
صلاحیت ہے اس میں بھی اضافہ ہوگا۔ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ذہنی ٹینشن کی
وجہ سے جو صلاحیتیں ہم کاروبار میں استعمال کرتے ہیںوہ تو پریشانیوں میں
نکل جاتا ہے۔

گویا یہ کہ ہر برائی کا حل، ہر مسئلہ کا حل ، ہر بگاڑ کا حل تعلق باللہ کے)
ذریعہ حاصل ہوسکتا ہے اس کے اندر اخلاص ہو۔تو پھر زمین بھی تمہاری،
آسمان بھی تمہارا۔ اور اگر نہیں ہے تو آسمان بھی اوپر گرے گا اور زمین بھی
اندر سے کھسک جائے گی۔بہت بہت شکریہ جناب عظیمی صاحب آپ یہاں
تشریف لائے ۔ یوں سمجھ لیجئے آپ نے روحانی ڈائجسٹ ہی کھول دی ۔ تو انشاء
اللہ پھر آپ کے ہاں آتے رہیں گے ۔ ملاقات چلتی رہے گی۔ اور یہ روح پرور
۔ بہت شکریہ۔۔(مضامین ہم آپ سے سنتے رہیں گے۔ خدا حافظ۔